۱۔ حمد

حصہ نظم

خواجہ الطاف حسین حالی

(1837ء۔۔۔1914ء)

تعارف:

خواجہ الطاف حسین حالی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ان کا تعلق انصارئوں کے ایک معزز خاندان سے تھا،جو غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ہرات سے ہندوستان آیا اور پھر یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ان کے والد خواجہ ایزد بخش انتہائی عسرت اور تنگدستی کی زندگی گزاری۔ حالی ابھی نو سال کے تھے ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی اور بہن نے حالی کی پرورش کی۔ستر سال کی عمر میں، ان کی رضامندی کے بغیر ان کی شادی کر دی گئی۔ شوق میں ہی بیوی کو میکے چھوڑ کر دہلی چلے گئے اور وہاں ڈھیر سال معروف عالم مولوی نوازش علی کے مدرسے میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۸۵۷ کے بعد حصار کلکٹری میں ملازم ہوگئے، مگر اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی کے باعث انہیںواپس آنا پڑا اٹھارہ سو ستاون کے بعد نواب مصطفی خان شیفتہ تھا کہ مصاحب اور ان کے بچوں کے اتالیق رہے۔

شمس العلماء کا خطاب:

اسی زمانے میں آپ نے شاعری میں مرزا غالب کی شاگردی اختیار کی۔ گورنمنٹ بکڈپو، لاہور اور اینگو عربک سکول،دلی میں ملازمت کی۔ 1904 میں انہیں" شمس العلما" کا خطاب ملا۔

جدید شاعری:

مولانا حالی کا شمار اردو ادب کے اہم شاعرو ں،نثر نگاروں اور تنقید نگاروں میں ہوتا ہے۔ اٹھارہ سو ستاون سے قبل انہوں نے قدیم اردو روایتی طرز کی شاعری کی مگر ان کے خیالات کو یکسر بدل ڈالا انجمن پنجاب کی تحریک،

منٹ بکڈپو ملازمت اور سر سید احمد خان سے وابستگی نے،ان کے خیالات کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مولانا حالی کی اخلاقی اصطلاحی شاعری نے اردو ادب پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انہیں جدید شاعری تنقید نگاری اور سوانح نگاری میں ادبیت کا درجہ حاصل ہے۔

تصانیف

مولانا حالی نے نثر اور نظم میں کی کتابیں یادگار چھوڑیں۔ ان کی اہم کتابوں میں" دیوان حالی"،" مسدس حالی"،" مقدمہ شعروشاعری"،" یادگار غالب"،" حیات سعدی" اور" حیات جاوید "خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آفاق	آسمان کے کنارے	بھید	راز
حمد سرا	حمد کہنے والا	خلعت	لباس
رنگِ بیان	اظہار کا انداز	صبا	صبح کی ہوا

کملی	چادر	گدا	فقیر
محیط	احاطہ کرنے والا	مہک	خوشبو

Page 4 / 4

اشعار کی تشریح

شعر1۔ یہ قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے

سوا تیرا اک بندہ نافرمان ہے حمد سرا تیرا

تشریح:

اس شعر میں خواجہ الطاف حسین حالی اللہ تعالی کی حاکمیت اور اس کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمارا خالق اور مالک ہے۔ اللہ تعالی ہر شے کا مالک ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں شاعر اللہ تعالی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے اللہ! میرے دل پر تیری حکمرانی ہے۔ تو ہمارا معبود ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس بات کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ میں تیرا حکم نہ ماننے کے باوجود تیری ہی تعریف کرتا ہوں۔ اللہ تعالی کے انسانوں پر بے شمار احسانات ہیں۔ وہ خالق ہے، وہ سب کا پالنے والا ہے۔ اس نے انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔ ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان بے شمار نعمتوں کے جواب میں اللہ تعالی اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں لیکن نہ سمجھ انسان اس پاک ذات کے احکامات کی تعمیل نہیں کرتا ان کے باوجود اللہ تعالی اپنی کرم نوازیوں میں کمی نہیں کرتا اللہ تعالی کی یہ خوبی انسان کو اللہ کے

قریب کرتی ہے جب بھی انسان کسی مشکل میں پھنستا ہے تو اللہ تعالی کو یاد کرتا ہے اللہ تعالی اس کی مدد فرماتا ہے ۔یہی وجہ ہے انسان اللہ تعالی کے احکامات کو پس پشت ڈالنے کے باوجود اللہ تعالی ہی کی تعریف میں لگا رہتا ہے۔

شعر2۔ گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا

بندے سے مگر ہو گا حق کیونکر ادا تیرا

تشریح:

اگر ہم اللہ تعالی کی نعمتوں کشمار کریں تو ان کا شمار نہیں کرسکتے۔ اس شعر میں شاعر قرآن کی آیت سے عبارت کرتا ہے کہ ہم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلائو۔ شاعر کہتا ہے کہ اے میرے مالک تیرا حق ہم کیسے ادا کرسکتے ہیں ہم تیری ایک چھوٹی سی نعمت کا شکر نہیں ادا کر سکتے اگر ساری عمر بھی ہم تیرا ذکر ادا کرتے رہیں۔ اللہ تعالی کی نعمتوں کا مطلب تھا کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کی جائے جس طرح اس نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالی کا شکر ادا کیا جائے مگر ہم اللہ تعالی کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے باوجود ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

شعر3۔ محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم

کچھ کہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

تشریح:

اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ یہ کائنات تمہارے لیے ہے تم اس سے مسخر کرو۔ سورج کے نکلنے اور دن رات کی آپس میں بدل بدل کر آنے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں ۔اللہ تعالی کی ذات سب سے بڑی رازداں ہے۔ توحید پرست ہوں یا بت پرست اسی کی تخلیق ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں اللہ تعالی کی تخلیقات کو دیکھتے ہوئے بھی اللہ تعالی کی کھوج نہیں کرتے وہ دنیا کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جاننے والا اور نہ جاننے والا اسی لیے برابر ہیں کہ جو اللہ تعالی کی ذات میں کھو جاتا ہے وہ ہر چیز سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کی ذات ہے ہی ایسی جو سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

شعر4۔ جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سُلطانی

کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ جب انسان عبادت الہی اور اطاعت الہی کے ذریعے معرفت الہی یعنی اپنی زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالی اسے وہ نور عطا فرما دیتا ہے۔ جس کے جلوے نظر آتے ہیں۔ جو شخص

اللہ تعالی سے لو لگا لیتا ہے اسے دنیا کے کسی انسان سے رغبت نہیں رہتی وہ بس اپنے آپ میں مگن رہتا ہے۔ اس کے لئے اس کا پھٹا پرانا لباس ہی بادشاہ کی طرف سے عطا کئے ہوئے لباس سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی کا احسان نہیں ہوتا۔ اللہ کا خاص بندہ ظاہری نمود و نمائش کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس کا دل خوشی سے لبریز ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالی کا غلام ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

شعر5۔ تُو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط اُن کو

جس رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گِلہ تیرا

تشریح: انسان کے لئے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے دکھ اور تکالیف مصائب اور پریشانیاں زندگی کا جزو ہیں۔ کائنات کا سارا نظام اللہ تعالی کا مرہونِ منت ہے۔ ہر طرف اللہ تعالی کی قدرت کے آثار نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جو لوگ کسی مصیبت، پریشانی یا دکھ میں بتلا ہوتے ہیں تو اپنی اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے بھی وہ اللہ تعالی ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ ان کو اس چیز کا بھی احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہی وہ واحد ذات ھے جو ان کے دکھ کا مداوا کر سکتی ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ ہم پر آنے والی پریشانی اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش ہے اور وہی اس پریشانی کو دور کرے گا۔

شعر6۔ آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری

گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالی کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا انسان کے لیے ممکن نہیں کیونکہ اللہ کی ذات مادی وجود نہیں رکھتی اس کے باوجود یہ بات انسانی فطرت میں شامل ہے کہ اسے کسی چیز کو دیکھ کر جو خوشی اور سکون ملتا ہے وہ سنی سنائی بات پر نہیں ہوتا۔ ہر چیز اللہ تعالی کی ذات کے ایک ہونے کا اقرار کرتی ہے۔ ہر چیز سے اللہ تعالی کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ تعالی کی ذات سے ہر ایک کو شناسائی حاصل ہوگئی۔ ہر شخص اللہ تعالی کی وحدانیت پر یقین لے آئے گا۔

شعر7۔ ہر بول تیرا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے

کچھ رنگِ بیاں حالی ہے سب سے جُدا تیرا

تشریح: اس شعر میں شاعر نے اپنی بامقصد شاعری کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے سادہ انداز اور عام فہم الفاظ میں شعر گوئی کی روش اختیار کی۔ حالی کی سادہ بیانی سب سے جدا ہے۔ ان کا انداز بیاں نرالا ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اے حالی! تیرا بات کرنے کا انداز سب سے الگ ہے۔ تیری ہر بات دوسروں کے دل پر اثر کرتی ہے۔ ان کی معمولی سی بات بھی دل میں گھر کر جاتی ہے۔ ایسے لوگ بات کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ حالی اپنے کلام کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے حالی! تیرا بات کرنے کا انداز بڑا دلکش اور خوبصورت ہے۔ تمہاری کہی ہوئی ایک ایک بات سننے والے کے دل میں اُتر جاتی ہے۔ لوگ اس سے بہت اثر لیتے ہیں۔

حل مشقی سوالات

1۔ حمد کے حوالے سے درج ذیل سوالات کے جوابات لکھیں۔

(الف) کون سا بندہ حمد سرا ہے؟

جواب: مولانا حالی کہتے ہیں کہ ایک نافرماں بندا بھی تیرا حمد سرا ہے۔

(ب) کس کا حق سب سے مقدم ہے ؟

جواب: اللہ تعالی ہمارا خالق و مالک اور دنیا کی تمام نعمتیں عطا کرنے والا ہے اس لئے اللہ کا حق سب سے مقدم ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالی کی حمد وثنا کریں۔

(ج) محرم اور نامحرم میں کیا فرق ہے؟

جواب: محرم سے مراد ہے جو شخص معرفت الہی رکھتا ہو، اللہ تعالی کو پہچانتا ہو اور اس کی بندگی بجا لاتا ہو اس کے برعکس نامحرم سے مراد ایسا شخص ہے جو معرفت الہی اور اطاعت الہی سے یکسر محروم ہو اور اللہ تعالی کی بندگی بجانہ لاتا ہو۔

(د) اللہ کا گدا کس میں مگن رہتا ہے؟

جواب: اللہ کا گدا اپنی کملی میں مگن رہتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کی محبت میں سرشار رہنے والے کے لئے دنیاوی بادشاہت اور شان و شوکت کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

(ہ) بادِ صبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟

جواب: بادِ صبا اللہ کی رحمت کاپیغام لے کر آتی ہے اللہ کے فضل وکرم اور رحمت کی نوید لے کر ہر جگہ پہنچتی ہے یوں پوری دنیا میں رحمت کاپیغام اور توحید کی روشنی پہنچتی ہے۔

2۔ اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالی کی کون کون سی صفات بیان کی ہیں؟

جواب: اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالی کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا ہے اللہ تعالی کی ذات اس کائنات کی ہر شے کی خالق، مالک اور معبود ہے۔ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، رحیم و کریم ہے اور پوری کائنات کو محیط کیے ہوئے ہے۔

3۔ مندرجہ ذیل الفاظ و مرکبات کے معنی لکھیں۔

مقدم، محرم، خلعتِ سلطانی، محیط، آفاق، بندہ نافرماں

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مقدم	سب سے افضل	محرم	راز جاننے والا
خلعتِ سلطانی	بادشاہی لباس	محیط	احاطہ کرنے والا
آفاق	افق کی جمع، دنیا، جہاں	بندہ نافرماں	اطاعت نہ کرنے والا انسان

4۔ تیسرے شعر میں شاعر نے "محرم" اور "نامحرم" کو کس لئے ایک جیسا قرار دیا ہے؟

جواب: شاعر نے محرم سے مراد اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرنے والا اور اس کی بندگی بجا لانے والا ہے۔ بعض اوقات معرفت الہی کے حصول کے باوجود انسان اس کا انکشاف نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالی کی معرفت سے محروم انسان کے برابر ہوجاتا ہے۔

5۔ حمد کا خلاصہ مکمل کریں۔

جواب: **<u>حمد کا خلاصہ</u>**

خواجہ الطاف حسین حالی اللہ تعالی کی حاکمیت اور اس کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا خالق و مالک ہے اللہ تعالی ہر شے کا مالک ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ شاعر اللہ تعالی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے اللہ ! میرے دل پر تیری حکمرانی ہے۔ تو ہی ہمارا معبود ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس بات کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ میں تیرا حکم نہ ماننے کے باوجود تیری ہی تعریف کرتا ہوں۔ اللہ تعالی کے انسانوں پر بے شمار احسانات ہیں وہ خالق ہے، وہ ہم سب کا پالنے والا ہے۔ اسی نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیےپیدا کیا۔ ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان بے شمار نعمتوں کو جواب میں اللہ تعالی اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں لیکن نہ سمجھ انسان اس پاک ذات کے احکامات کی تعمیل نہیں کرتا۔ جب بھی انسان کسی مشکل میں پھنستا ہے تو وہ اللہ تعالی کو یاد کرتا ہے اور اللہ تعالی اس کی مدد فرماتا ہے۔ اس لحاظ سے انسان کو یہ احساس ہے کہ انسان کے دل کے ہر گوشے میں اللہ کی محبت چھپی ہے۔یہی وجہ ہے انسان اللہ تعالی کے احکامات کو پس پشت ڈالنے کے باوجود اللہ تعالی ہی کی تعریف میں لگا رہتا ہے۔

شاعر قرآن کی آیت سے عبارت کرتا ہے کہ ہم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلائیں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے میرے مالک ! تیرا حق کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ ہم تیری ایک چھوٹی سی نعمت کا شکر نہیں ادا کر سکتے اگر ساری عمر بھی ہم تیرا ذکر کرتے رہیں۔ اللہ تعالی کی ذات سب سے بڑی رازداں ہے۔ توحید پرست ہو یا بت پرست، زاہد ہو یا رند سب اسی کی تخلیق ہیں شاعر کہتا ہے کہ جب انسان عبادت الہی اور اطاعت الہی کے

ذریعے معرفت الہی یعنی اپنی زندگی کا حقیقی مقصد حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالی اسے وہ نور عطا فما دیتا ہے۔ جس کے جلوے نظر آتے ہیں۔ جو شخص اللی تعالی سے لو لگا لیتا ہے اُسے دنیا کے کسی انسان سے رغبت نہیں رہتی وہ بس اپنے آپ ہی میں مگن رہتا ہے۔ اس کے لیے اُس کا پھٹا پُرانا لباس ہی بادشاہ کی طرف سے عطا کیے ہوئے لباس سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی کا احسان نہیں ہوتا۔ اللہ کا خاص بندہ ظاہری نمود نمائش کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس کا دل خوشی سے لبریز ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالی کا غلام ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

ہر چیز اللہ تعالی کی ذات کے ایک ہونے کا اقرار کرتی ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ تعالی کی ذات سے ہر ایک کو شناسائی حاصل ہوگی ہر شخص اللہ تعالی کی وحدانیت پر یقین لے آئے گا۔ حالی کی سادہ بیانی سب سے جدا ہے۔ ان کا اندازبیاں نرالا ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اے حالی ! تیرا بات کرنے کا انداز سب سے الگ ہے۔ تیری ہر بات دوسروں کے دل پر اثر کرتی ہے۔ ان کی معمولی سی بات بھی دل میں گھر کر جاتی ہے۔ تمہاری کہی ہوئی ایک ایک بات سننے والے کے دل میں اتر جاتی ہے۔ لوگ اس سے بہت اثر لیتے ہیں۔

6۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔ بندہ نافرماں، حمد سرا، مقدم، محرم، خلعت سلطانی، رنج و مصیبت، آفاق، رنگ بیاں

جواب: بَنْدہِ نَافَرْمَاں، حَمْدْ سَرَا، مُقَدَّمْ، مَحْرَمْ، خِلْعَتِ سُلْطَانِی، رَنْجْ و مُصِیْبَتْ۔

7۔ مناسب لفظ کی مدد سے مصرع مکمل کریں۔

(الف) گو سب سے ---------- ہے حق تیرا ادا کرنا۔ (مقدم)

(ب) محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے---------- (نامحرم)

(ج) --------نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی (جچتا)

(د) --------میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری (آفاق)

(ہ) ہر بول تیرا----------سے ٹکرا کے گزرتا ہے (دل)

8۔ "نافرماں" اور "نامحرم" میں 'نا' سابقہ ہے۔ آپ ایسی پانچ مثالیں تلاش کریں جن میں 'نا' سابقے کے طور پر استعمال ہوا ہو۔

جواب: ناخلف، ناروا، نامراد، ناسمجھ، نالائق، نافرماں،

9۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
بندہ نافرماں	مہک	حمد سرا
مقدم	رنگِ بیاں	حق
محرم	صبا	نامحرم
کملی	خلعتِ سلطانی	خلعتِ سلطانی
آفاق	نامحرم	مہک
پیغام	حق	صبا
بول	حمد سرا	رنگ بیاں

قافیہ: شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کوقافیہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعر میں قافیہ تبدیل ہوتا ہے۔ تاہم ان کی صورت (آواز) ایک جیسی رہتی ہے۔ قافیہ کی جمع قوانی ہے۔

قافیے کی چند مثالیں دیکھیں۔

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

هم ہیں مشتاق اور وہ بے زار
یا الہی یہ ماجرا کیا ہے

ان اشعار میں ہوا، دوا، ماجرا، اور دُعا قافیے ہیں۔ یہ تمام الفاظ ہم آواز ہیں۔

ردیف: ردیف کے لغوی معنی سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ شعر کے آخر میں آنے والے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ردیف کہتے ہیں۔ چونکہ یہ لفظ یا الفاظ قافیے کے بعد آتے ہیں اس لئے انہیں ردیف کا نام دیا گیا ہے۔ ہر شعر میں ردیف کا لفظ یا الفاظ ہو بہو دہرائے جاتے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ردیف کی چند مثالیں دیکھیں۔

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معین ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی اب کسی بات پر نہیں آتی

ان اشعار میں الفاظ "نہیں آتی" ردیف کی مثالیں ہیں۔ یہ الفاظ بغیر کسی تبدیلی کے ہر شعر میں دہرائے گئے ہیں۔